حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ

(قسط نمبر۲) تحریر ـــــ عبدالرشید عراقی

مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ):

شارح ابی داؤد مع الترمذی مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں:

تخرجت علیه جماعه کبیرة منهم الشیخ السید نذیر حسین الدہلوی والشیخ المحدث عبدالغنی بن ابی سعید المجددی الدہلوی والنواب قطب الدین مولف مظاہرالحق وغیرہم۔ ثم انه ہاجرالی مکه واستخلف ' شیخنا السید محمد نذیر حسین الدہلوی فی اشاعته العلوم الدینیه۔

(مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۵۲)

یعنی مولانا شاہ محمد اسحاق سے پڑھ کر علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نکلی جن میں حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی' شیخ عبدالغنی مجددی نواب قطب الدین خاں' مصنف مظاہر حق شامل ہیں۔ پھر مولانا شاہ محمد اسحاق نے مکہ ہجرت فرمائی اور شیخ العرب والعجم سید محمد نذیر حسین دہلوی کو علوم حدیث کی اشاعت کے سلسلہ میں اپنا جانشین بنایا۔

مولانا عبید اللہ سندھی (م ۱۳۶۳ھ):

مولانا عبید اللہ سندھی (م ۱۳۶۳ھ) دیو بند کے مکتب فکر کے ایک جید عالم اور فکر ولی اللہی کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

ان کا رجحان پہلے تقلید کی طرف تھا لیکن ۱۸۵۷ھ میں امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کی

طرف ہوگیا اور تقلید جو مسلک ولی اللہی کی بنیاد ہے اس کا انکار کر دیا۔ لیکن آپ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے۔ (حاشیہ الموکی من الاحادیث الموصاص ۱۲)

(حاشیہ الموکی من الاحادیث الموطا ص ۱۲)

مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ):

مولانا سید سلیمان ندوی برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم، سیرت نگار، مورخ، نقاد، ادیب، دانشور اور محقق تھے۔ ان کی تحقیق کا اعتراف مستشرقین مغرب نے بھی کیا ہے۔ آپ نے اپنی تحریروں میں بصراحت لکھا ہے کہ حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) کے باقاعدہ شاگرد تھے۔

سید صاحب مرحوم و مغفور لکھتے ہیں:

۱۔۔۔ مولانا شاہ اسحاق کے ایک دوسرے شاگرد سید نذیر حسین بہاری دہلوی ہیں۔ اس دوسرے سلسلہ میں توحید خالص اور رد بدعت کے ساتھ فقہ حنفی کی بجائے براہ راست کتب حدیث سے بقدر فہم استفادہ اور اس کے مطابق عمل کا جذبہ پیدا ہوا اور اسی سلسلہ کا نام اہلحدیث مشہور ہوا۔

(حیات شبلی ص ۴۱)

۲۔۔۔ مولانا سید نذیر حسین دہلوی کی مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کی شاگردی کا مسئلہ اہلحدیث اور احناف میں مابہ النزاع بن گیا ہے۔ احناف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو شاہ صاحب سے بے پڑھے صرف تبرکاً اجازہ حاصل تھا اور اہلحدیث ان کو باقاعدہ شاگرد بناتے ہیں۔

مولانا سید محمد نذیر حسین نے شاہ صاحب سے اجازت تحریری ۲ شوال ۱۲۵۸ھ کو حاصل کی۔ جب شاہ صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے حجاز جا رہے تھے۔

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ):

مولوی محمد یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں۔ الصدر الحمید السید شاہ محمد اسحاق مہاجر مکی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن سے تفسیر و حدیث بھی بعض کتب "سماعۃ" اور اکثر "قراءۃ" پڑھیں۔

(تراجم علمائے حدیث ہند ج ا ص ۱۳۸)

شیخ محمد اکرام (م ۱۳۹۶ھ):

شیخ محمد اکرام (م ۱۳۹۶ھ) سابق ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ایک ممتاز دانشور اور کامیاب مصنف تھے۔ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"اس دور کے ایک دوسرے بزرگ جن کا فیض نواب سید صدیق حسن خان سے بھی زیادہ پھیلا۔ سید نذیر حسین محدث تھے جو صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ لیکن پٹنہ میں سید احمد بریلوی کا وعظ سننے کے بعد دہلی کا رخ کیا۔ اور مسلک ولی اللہی کے کئی بزرگوں سے استفادہ کیا۔ حدیث کی تکمیل آپ نے شاہ محمد اسحاق مہاجر مکی نبیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی اور جب وہ مکہ معظمہ ہجرت کر گئے تو آپ نے دہلی کی مسجد اورنگ آبادی میں حدیث اور تفسیر کا درس شروع کیا اور کوئی پچاس برس اس خدمت عظیمہ میں گزار دیئے۔ شمالی ہندوستان کے اکثر علمائے اہلحدیث کا سلسلہ استناد آپ تک پہنچتا ہے اور اس وجہ سے آپکو شیخ الکل بھی کہتے ہیں۔ (موج کوثر ص ۶۸)

مولوی بشیر احمد دہلوی بن مولانا حافظ نذیر احمد دہلوی ؒ:

مولوی بشیر احمد بن مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۳۵ھ) مترجم قرآن مجید نے

دلی اور اصحاب دلی کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے مستند اور معتبر سمجھی جاتی ہے اور اہل علم اس کو ماخذ کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تذکرہ میں مولوی بشیر احمد مرحوم لکھتے ہیں:

"آپ نے مولانا شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمتہ سے حدیث و تفسیر پڑھی اور ۱۳ برس آپکی خدمت میں رہ کر آپکے فیوض و برکات حاصل کئے۔ غرض آپ ایسے مرتبہ کمال کو پہنچ گئے کہ اپنے استاد محترم کے سامنے فتویٰ دینے لگے اور حضرت استاد اس کو پسند کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ شوال ۱۲۵۸ھ میں حضرت شاہ محمد اسحاق نے آپ کو علوم حدیث وغیرہ سے مستفید فرما کر مسند الوقت کر دیا۔ اور اسی سن میں جب آپ ہند کو خیر آباد کہہ کر مہاجر بیت اللہ ہونے لگے تو آفادہ اور رفقاء اور وعظ و تذکیر اور درس و تدریس کیلئے آپ ہی کو نائب اور خلیفہ بنایا۔ (دلی اور اصحاب دلی طبع ۱۹۱۹ھ)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (۱۴۰۸ھ):

شہید اہلحدیث عالم اور محقق اور سنن نسائی کے شارح حضرت مولانا محمد عطا اللہ حنیف بھوجیانی (م۱۴۰۸ھ) سابق مدیر الاعتصام لکھتے ہیں:

ثم اقبل خاصته علی التفسیر والحدیث فقرأ و تفسیر الجلالین والصحیحین حرفاً حرفاً علی العلامته الشاہ محمد اسحاق وذلک فی سنته ۱۲۴۹ھ شارکا مع الغیر و قراء علیه بقیه الصحاح السته و موطا امام مالک بتمامہا بالضبط والاتقان والتدقیق واطرافاً من الجامع الصغیر للسیوطی و کنز العمال لعلی متقی (ف ۹۷۵ھ) و فی

اثناء ہذا قرء ایضا علی الشاہ محمد اسحاق فی الفقہ الہدایہ والجامع الصغیر لامام محمد رحمتہ اللہ و کان یعنتی و یقضی بحضرۃ استاذہ فیفرح و یرضی بقتیاہ' بل کان الشیخ کثیرا ما تمنیہ فی السوالات مشکلتہ و احسن الجواب و ھذا اصحب شیخہ ثلاثہ عشر سنتہ و استفاض منہ نوعا کثیرا و اخذ عنہ مالم یاخذ احد من تلامذتہ فبلغ مراتب الکمال و حصل منہ الاجازہ فی شوال سنتہ ثمان و خمسین بعدالالف و مائتین۔

(اتحاف النبیہ ص ۲۵)

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق مرحوم و مغفور سے تفسیر جلالین اور صحیح بخاری و مسلم ۱۲۴۹ھ میں حرفاً حرفاً پڑھی اور بقیہ صحاح ستہ ابی داوٗد' جامع ترمذی' سنن نسائی و سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالک ضبط و اتقان اور تدقیق کے ساتھ پڑھی اور جامعہ صغیر للسیوطی اور کنز العمال علی متقی (م۹۷۵ھ) کے اطراف پڑھے اور فقہ میں ہدایہ اور جامع صغیر از امام محمد کا درس بھی مولانا شاہ محمد اسحاق مرحوم و مغفور نے دیا اور حضرت استاد کے سامنے فتویٰ بھی دیتے تھے اور ان کے مشکل سوالات اور احسن طریقے سے حل کرتے تھے اور ۱۲ سال تک آپ مولانا شاہ محمد اسحاق کی خدمت میں رہے اور جو مرتبہ کمال آپ نے حاصل کیا وہ دوسرے تلامذہ نے حاصل نہیں کیا اور شوال ۱۲۵۸ھ میں آپ نے اجازت حاصل کی۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی: پروفیسر خلیق احمد نظامی صدر شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جو مولانا ارشاد حسین رام پوری مصنف انتصار الحق (م۱۳۱۱ھ) کے پوتے ہیں۔ تاریخ اور سوانح پر ان کے قلم سے کئی ایک تحقیقی کتابیں نکل چکی ہیں اور تاریخ میں ان کی تحقیق کو سند تسلیم کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ

الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

میاں سید نذیر حسین دہلوی حدیث کے مشہور عالم تھے۔ حدیث و تفسیر شاہ محمد اسحاق سے پڑھی تھی۔ ۱۳ برس تک انکی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے تھے۔ (تاریخی مقالات ص ۲۵۳)

مولانا نسیم احمد امروہی: مولانا نسیم احمد امروہی اپنے ایک مقالہ "حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خاندان" میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق مرحوم و مغفور کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے باکمال تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن میں مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی بڑھانوی، شاہ عبدالغنی مجددی، قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، نواب قطب الدین خان دہلوی مصنف مظاہر حق۔ مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، شیخ محمد تھانوی، مولانا عالم علی مراد آبادی اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی وغیرہم شامل ہیں۔ (الفرقان لکھنؤ فروری مارچ ۱۹۷۷ء)

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ): مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) مناظر اسلام، مفسر قرآن، اور جید عالم حدیث تھے۔ اپنی مایہ ناز کتاب تاریخ اہلحدیث میں لکھتے ہیں۔ کہ:

"مولانا شاہ محمد اسحاق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے تھے۔ استفتاء کا جواب آپ سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے لکھایا کرتے تھے۔ آپ نے شوال ۱۲۵۸ھ میں ہندوستان سے مکہ معظمہ ہجرت کی۔ آپ کے مختلف اطراف کے کثیر التعداد اور مشہور تلامذہ میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مولوی محمد یعقوب، مولوی محمد عمر بن مولانا اسمٰعیل شہید، شیخ محمد انصاری مکی، مولوی عبدالخالق دہلوی، مولانا شیخ محمد تھانوی اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۴۱۶)

پروفیسر محمد مبارک کراچی:

پروفیسر محمد مبارک صاحب لکھتے ہیں کہ

"وہابی لیڈر اپنے مشفق استاد مولانا عبدالخالق سے علم حاصل کرنے کے بعد شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے درس میں داخل ہوگئے۔ شاہ محمد اسحاق دہلوی نے جب ۱۸۴۱ء میں ہندوستان سے ہجرت کی۔ تو ۱۸۳۱ء سے ۱۸۴۱ء مکمل دس سال تک اپنی جانشینی کے لئے اپنے ارشد تلامذہ میں ہر ایک پر نظر ڈالتے رہے۔ لیکن نظر انتخاب پڑی تو وہابی لیڈر سید محمد نذیر حسین دہلوی پر پڑی۔ اس نے آپ کو اپنی مسند حدیث پر درس دینے کی اجازت دی۔

(مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی ص ۶)

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے "مولوی نذیر احمد دہلوی احوال و آثار" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جو نومبر ۱۹۷۱ء میں مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کی۔ اس میں ڈاکٹر صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ:

مدرسے کے دوسرے معلم مولوی عبدالخالق کے داماد شمس العلماء علامہ سید نذیر حسین تھے جنکے علم و فضل کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر مکی نے ہجرت کے وقت افادہ و افتاء اور تدریس کی خدمت انکے سپرد کر کے اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا تھا۔ (مولوی نذیر احمد دہلوی احوال و آثار ص ۴۶)

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی:

مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی چانسلر ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں کہ

برصغیر میں حدیث کی سب سے بڑی اشاعت حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کے ذریعہ ہوئی۔ جنہوں نے ۱۲۵۸ھ میں مکہ معظمہ ہجرت کی اور ان سے حجاز کے ممتاز ترین علماء نے حدیث کی سند لی۔

آپ کے تلامذہ میں مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی معروف بہ میاں صاحب' قاری عبدالرحمٰن پانی پتی' مولانا سید عالم علی مراد آبادی' مولانا عبدالقیوم بن مولانا عبدالحیٔ بڈھانوی' مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی' نواب قطب الدین دہلوی (مصنف مظاہر حق) مولانا احمد علی سہارن پوری (محشی وناشر' صحیح بخاری) مفتی عنایت احمد کاکوروی' استاذ العلماء مولانا لطف علی علی گڑھی' اور بہت سے علماء ہیں جن کی فہرست طویل ہے۔ بقول صاحب نزہتہ الخواطر ہندوستان میں یہی سند حدیث باقی رہی۔

حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کے تلامذہ میں تنہا مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م۱۳۰۲ھ) نے دہلی میں سالہاسال حدیث کا درس دیا۔ آپ کے درس سے متعدد جلیل القدر ناشرین و شارحین حدیث پیدا ہوئے۔ جن میں مولانا عبدالمنان وزیر آبادی (جن کے کثیر التعداد تلامذہ پنجاب میں مصروف درس و آفادہ تھے) عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی امرتسر اور ان کے فرزند جلیل مولانا سید عبدالجبار غزنوی امرتسری (والد مولانا سید داؤد غزنوی) مولانا شمس الحق ڈیانوی مصنف غایتہ المقصود' مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا غلام رسول لکھوی' مولانا محمد بشیر سہوانی' مولانا امیر احمد سہوانی' مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری' ابو محمد مولانا محمد ابراہیم آروی صاحب طریق النجاۃ ' مولانا سید امیر علی ملیح آبادی' مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب تحفہ الاحوذی' (اور علمائے عرب میں سے) شیخ عبداللہ بن ادریس الحسینی السنوسی' شیخ محمد بن ناصر نجوی' شیخ سعد بن احمد بن عتیق النجوی کے نام اس درس کی وسعت و افادیت کا اندازہ کرنے کیلئے کافی ہیں۔

(تاریخ دعوت و عزیمت ج ۵ ص ۳۵۹۔ ۳۶۰)

ڈاکٹر ثریا ڈار:

ڈاکٹر ثریا ڈار صاحبہ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور لکھتی ہیں کہ:

"شاہ محمد اسحق تقریباً ۲۰ برس تک علم حدیث کی تدریس اور فتاویٰ نگاری میں مصروف رہے۔ اس دوران جو لوگ کچھ مسائل لے کر آپکی خدمت و تدریس میں حاضر ہوتے۔ آپ استفتاء کا جواب شیخ محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے

لکھوایا کرتے تھے۔ (شاہ عبدالعزیز اور انکی علمی خدمات ص ۱۶۳)

یہ چند ایسے علمائے کرام، دانشور، ارباب سیر اور صاحب تحقیق و تدقیق کے اعترافات ہیں جن کی تحریروں کو سند اور حرف آخر سمجھا جاتا ہے۔ ان میں دیو بندی مکتب فکر کے مستند علمائے کرام بھی شامل ہیں اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل بھی اور ممتاز علمائے اہلحدیث جن کے علمی تبحر کا اعتراف برصغیر کے ممتاز دانشوروں اور اہل قلم نے کیا ہے اور ایسے محقق اور نقاد و ادیب بھی شامل ہیں۔ جن کی تحقیق و تدقیق کا مستشرقین یورپ نے بھی اعتراف کیا ہے اور ان سب کی متفقہ رائے ہے کہ

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے باقاعدہ شاگرد تھے اور ۱۳ سال تک آپکی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔

اور اب جو صاحب تعلیم اسکو تسلیم نہ کرے تو اسکے بارے میں صرف یہی کہا جائیگا کہ وہ تعصب کی عینک سے دیکھتا اور تحقیق کرتا ہے۔

تدریس: مولانا شاہ محمد اسحاق کی مکہ معظمہ ہجرت کے بعد مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے مسجد اورنگ آبادی دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے درس کی ابتداء ۱۲۵۶ھ میں کی اور ۱۲۷۰ھ تک آپ بلا استثناء جملہ علوم و فنون کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ ۱۲۷۰ کے بعد آپ نے صرف تفسیر، حدیث اور فقہ پر انحصار کیا اور یہ ایک سال کا کورس ہوتا تھا۔ حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ

پہلے میں حدیث "انما الاعمال بالنیات"

جو الجامع الصحیح البخاری کی پہلی حدیث ہے۔ ۲۷ روز میں پڑھاتا تھا۔ مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب تو ہتھیلی پر سرسوں جماتا ہوں۔ آپ کے درس کی مدت ۶۰ سال ہے۔

نظربندی: ۱۲۸۰-۸۱ھ / ۱۸۶۴-۶۵ء میں آپ پر وہابیت بغاوت میں مجرم ٹھہرا دیا گیا۔ حکومت کو آپ کے خلاف غلط رپورٹیں دی گئیں اور آپ کو ایک سال کے لئے نظربند کر دیا گیا۔ مگر آپ کے خلاف کوئی جرم ثابت نہ ہوسکا اور آپ کو

رہا کر دیا گیا۔

سفر حج: ۱۳۰۰ھ میں آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حج کے دوران آپ نے وعظ و تذکیر کا سلسلہ جاری رکھا۔ حاسدین نے آپ کے خلاف وہاں بھی سازشیں کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھا۔

مولانا سید شریف حسین کا انتقال: ۱۴/ رمضان ۱۲۸۷ھ / ۸ دسمبر ۱۸۷۰ کو اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ۶ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ / مارچ ۱۸۸۷ء کو آپ کے صاحبزادہ مولانا سید شریف حسین کا انتقال ہوا۔ انتقال کے وقت مولانا سید شریف حسین کی عمر ۵۷ سال کی تھی۔

شمس العلماء کا خطاب: ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء اور محرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو آپ کو حکومت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا اور کبھی اس پر فخر نہ کیا۔ آپ کے شاگرد مولانا محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

"جب میں دہلی میں پڑھتا تھا تو میاں صاحب اکثر میری قیام گاہ پر تشریف لاتے اور زمین پر چٹائی پر بیٹھ جاتے۔ میں باصرار عرض کرتا کہ چارپائی پر تشریف رکھئے تو فرماتے

؎ بر بساط اغنیا ہرگز نیا بند اہل فقر
ز آنکہ نقش بوریا ایں قوم راز بجز است

(تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۵۲)

اخلاق و عادات: کریمانہ اخلاق اور ستودہ صفات کے حامل تھے۔ زہد و تقویٰ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علم و عمل، حسن سیرت میں یکتا تھے۔ دیانت و امانت میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ حق گوئی کا خاص وصف تھا اور اسلام حمیت کا جذبہ ان میں مثالی تھا۔ خطوط کا جواب بالتزام دیتے تھے۔ مولانا مظفر حسین لکھتے ہیں:

"مولانا عبدالحمید سوہدرن (م ۱۳۳۰ھ) مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) کا ایک سفارشی خط لے کر دہلی پہنچے۔ اس خط میں مکرر سہ کرر عرض

کی گئی تھی کہ ان کی تعلیم کی جانب آپ توجہ خاص مبذول فرمائیں۔ آپ نے ایک طالب علم کی طرف اشارہ کیا کہ اس خط کو پڑھ کر سناؤ۔ مکرر مضمون سفارش سن کر آپ نے فرمایا

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۵۲)

تصانیف: تصنیف میں آپ نے تردید تقلید میں معیار الحق کے نام سے ایک لاجواب کتاب لکھی۔ یہ کتاب آپ نے بڑی محنت سے لکھی او راس میں رطب و یابس سے احتراز کیا گیا ہے۔ اس کتاب نے مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ھ) کو متاثر کیا۔

جب معیار الحق شائع ہوئی تو علمائے مقلدین میں کھلبلی مچ گئی اور مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) نے اس کی تردید میں انتصار الحق کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ انتصار الحق کی تردید میں حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین کے چار تلامذہ نے چار کتابیں لکھیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱)۔۔ برائین اثنا عشر۔ مولانا سید امیر حسن سہوانی (م ۱۲۹۱ھ)

۲)۔۔ تلخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار۔ مولانا احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ)

۳)۔۔ اختیار الحق۔ مولانا احتشام الدین مراد آبادی (م ۱۳۳۱ھ)

۴)۔۔ بحر زخار الازہاق صاحب الانتصار۔ مولانا شہور الحق عظیم آبادی (م ۱۳۳۵ھ)

فتاویٰ نذیریہ: حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے فتاویٰ بیشتر تحقیقات نادرہ پر مشتمل ہیں۔ اور یہ فتاویٰ آپ کے دو خاص تلامذہ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی صاحب عون المعبود (م ۱۳۲۹ھ) اور مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی (م ۱۳۵۳ھ) کی مساعی حسنہ نیز آپ کے تیسرے تلمیذ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی صاحب تنقیح الرواۃ فی شرح المشکوۃ (م ۱۳۸۱ھ) کی تصحیح و مختصر تعلیقات سے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں دہلی سے شائع ہوئے۔

دوسری بار یہ فتاویٰ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م۱۴۰۸ھ) کی سعی و کوشش سے اہل حدیث اکادمی لاہور نے ۱۳۹۰ھ میں شائع کئے اور اس اشاعت میں یہ اضافہ کیا گیا کہ عربی و فارسی عبارتوں کا اردو میں ترجمہ بھی کرایا گیا تاکہ اردو دان حضرات بھی مستفید ہو سکیں۔

وفات: مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ / ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء دہلی میں انتقال کیا۔ "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" آپ کے پوتے مولانا عبدالسلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور شیدی پورہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

علمائے عصر کی آراء: مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے بارے میں علمائے عصر نے جو تاثرات بیان کئے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ ان میں بعض ایسے حضرات بھی شامل ہیں جن کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (۱۳۱۳ھ): فرماتے ہیں۔ "مولوی سید نذیر حسین کی ذات سے حدیث رسول اللہ ﷺ کا جو فیض جاری ہوا۔ وہ کسی اور سے نہیں ہوا۔

مولانا قاضی بشیرالدین قنوجی: فرماتے ہیں: "زبدۃ المحققین و عمدۃ المحدثین من اولیاء عصرہ، واکابر علماء دہرہ، مولانا سید نذیر حسین دہلوی""

شیخ احمد بن علی التونسی المغربی: فرماتے ہیں "لا یوجد مثلہ، فی الارض" زمین میں اس کی مثال نہیں پائی گئی۔ (الحیاۃ بعد المماۃ)

مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی: لکھتے ہیں۔ "الشیخ الامام الکبیر المحدث، العلامۃ نذیر حسین بن جواد علی بن عظمت اللہ بن اللہ بخش الحسینی البہاری ثم الدہلوی المتفق علی جلالتہ و نبالتہ فی العلم والحدیث۔"

(نزہتہ الخواطر ج ۸)

حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ:

حضرت شیخ الکل کے تلامذہ کا شمار بہت مشکل ہے اس لئے کہ جس شخص نے ۶۰ سال تک قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کی ہوں۔ معلوم نہیں کہ کتنے آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا ہو۔

حضرت میاں صاحب سے بلاد اسلامیہ کے بھی علمائے کرام نے استفادہ کیا ہے۔ کابل تاقندھار، غزنی، بخارا، سمرقند، کاشغر، ہرات، حجاز، نجد اور سوڈان کے علماء کرام نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور ان کی تعداد بقول مولانا مظفر حسین مصنف الحیاۃ بعد المماۃ ۲۹ بنتی ہے۔

برصغیر پاک وہند کے مشہور تلامذہ:

برصغیر میں حضرت میاں صاحب کے تلامذہ میں بعض علمائے کرام خود مسند تحدیث کے مالک بنے۔ اور بعض نے درس و تدریس کے ذریعہ اسلام اور کتاب و سنت کی خدمت انجام دی اور بعض علمائے کرام نے حدیث کی تحریری خدمات میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز رہتی دنیا تک رہے گا۔

آپ کے مشہور تلامذہ درج ذیل ہیں:

مولانا ابو محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ) صاحب عون المعبود فی شرح سنن ابی داوٗد، مولانا لطیف حسین عظیم آبادی (آپ کے سفرو حضر کے ساتھی) مولانا شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۲۳ھ) مولانا شہود الحق عظیم آبادی (م۱۳۳۵ھ) مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۹۴۳ء) مولانا حافظ عبد العزیز رحیم آبادی (م۱۳۳۷ھ) عارف باللہ مولانا عبداللہ غزنوی (م۱۲۹۸ھ) اور آپ کے صاحبزادگان عالی مقام یعنی مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی (م۱۳۰۰ھ) مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی (م۱۲۶۹ھ) حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی (م۱۳۳۱ھ) والد ماجد مولانا سید محمد داوٗد غزنوی (م ۱۹۶۳ء) مولانا عبدالاول غزنوی (م۱۳۴۹ھ) مولانا عبداللہ بن غزنوی (م۱۳۱۲ھ) مولانا

عبدالغفور غزنوی (م۱۹۳۵ھ) (پسران مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی) مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م۱۳۳۷ھ) مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی (م ۱۳۱۳ھ) استاذ آنجناب شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م۱۳۳۴ھ) مولانا ابو عرفان ثناء اللہ امرتسری (م۱۹۴۸ء) مولانا سید احمد حسن دہلوی (م۱۳۳۸ھ) (مولف تفسیر احسن التفاسیر) مولانا عبدالحق حقانی مصنف تفسیر حقانی (م۱۳۳۵ھ) مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م۱۳۴۸ھ) مولانا عبدالحمید سوہدروی (م۱۳۳۰ھ) (والد ماجد مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی) مولانا غلام رسول لکھوی (م ۱۲۹۱ھ) مولانا محمد حسین بٹالوی (م۱۳۳۸ھ) مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م۱۳۷۵ھ) مولانا حافظ نذیر احمد دہلوی (م۱۳۳۰ھ) (مترجم قرآن مجید) مولانا ابو یحییٰ محمد شاہ جہان پوری (م۱۳۴۸ھ) مولانا حفیظ اللہ ندوی (م ۱۳۹۴ھ) (سابق پرنسپل ندوۃ العلماء لکھنؤ) مولانا سلامت اللہ، جے راج پوری (م۱۳۲۲ھ) مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) صحاب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی) مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م۱۳۴۱ھ) (صاحب سیرۃ البخاری) مولانا محمد بشیر سہوانی (م۱۳۲۶ھ) مولانا امیر حسن سہوانی (م۱۲۹۱ھ) مولانا محمد سعید بنارسی کنجاہی (م۱۳۲۲ھ) مولانا فقیر اللہ مدراسی (م۱۳۴۱ھ) مولانا عبدالعزیز فرخ آبادی (م۱۳۴۱ھ) مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی (م۱۳۴۱ھ) صاحب نزہتہ الخواطر والد ماجد مولانا سید ابو الحسن علی ندوی) مولانا عبدالوہاب صدر علم دہلوی (م ۱۳۵۱ھ) مولانا عبدالتواب محدث ملتانی (م۱۳۶۶ھ) مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م۱۳۸۱ھ) مولانا احتشام الدین مراد آبادی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا بدیع الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۰۴ھ) (مترجم اردو جامع ترمذی) مولانا وحید الزماں حیدر آبادی (م۱۳۳۸ھ) (مترجم صحاح ستہ بشمول موطا امام مالک و صاحب تصانیف کثیرہ) مولانا ابو المکارم محمد علی مئوی (م۱۳۵۲ھ) مولانا ابو المعالی محمد علی بن حسام الدین (م ۱۳۵۳ھ) مولانا مظفر حسین مظفرپوری (حضرت شیخ الکل کے سوانح نگار الحیاۃ بعد المماۃ کے مصنف) مولانا رحیم بخش لاہوری (م۱۳۱۲ھ)، مولانا ابو القاسم سیف بنارسی (م۱۹۴۹ء) "رحہم اللہ اجمعین"